THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday, April 09, 2010

(60th Session)

Volume IV No. 03

(Nos. 1–07)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran.....................................	1
2.	Questions and Answers..	1–27
3.	Leave of Absence..	28–30
4.	Points of Order:	
	i Bureaucratic Hurdles in Release of Funds...	31
	ii American's Strategic Plans and Our Sovereignty...	32–33
	iii Load Shedding..	34–42

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume IV	SP. IV(03)/2010
No. 03	130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, April 09, 2010

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at forty minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ ﴿۱۹۰﴾ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ
اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا
بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! تونے یہ بےفائدہ نہیں بنایا تو پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔

سورۃ آل عمران (آیات ۱۸۸ تا ۱۹۱)

Questions and Answers

Mr. Chairman: *Bismillah-ir-Rehman-ir-Raheem.* We may now take up questions.

میرے خیال میں میڈم پہلے آپ کے سوالات لے لیتے ہیں کیونکہ آپ نے ادھر جانا ہے۔ سوال نمبر 172, بیگم نجمہ حمید صاحبہ۔

172. ***Senator Begum Najma Hameed:** Will the Minister for Social Welfare and Special Education be pleased to state whether it is a fact that a quota of eight persons under the "Jahez Fund" from Bait-ul-Mal has been given to the Members of the National Assembly but no such quota has been given to the members of the Senate; if so its reasons?

Mrs. Samina Khalid Ghurki: No. The information is not based on fact in the case of Members of National Assembly.

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes, Dr. Buledi sahib.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! میں نے ابھی میڈم سے اس کو discuss کیا ہے۔ جب تک پیپلز پارٹی کا جیالا زمرد خان موجود ہے جو سابقہ ایم این اے بھی ہے، وہ بالکل بلوچستان کو نظر انداز کر رہے ہیں اور میں نے اس سے دو مرتبہ ملنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے مجھے وقت بھی دیا تھا لیکن جب میں اس کے دفتر پہنچا تو وہ اپنے دفتر میں موجود نہیں تھا۔ وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ میرے پاس ایسی پاور ہے کہ کوئی میری باز پرس نہیں کر سکتا ہے۔ میرے خیال میں میڈم بھی بے بس ہیں۔ ان کو میں نے کئی مرتبہ لکھ بھی دیا ہے کہ اس کو سمجھائیں۔ وہ بلوچستان کو کوئی پیسے نہیں دے رہے ہیں------

جناب چیئرمین: آپ سوال کیجیئے کیونکہ یہ Question Hour ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ کیا بلوچستان پاکستان کا حصہ ہے یا نہیں اور اگر وہ حصہ ہے تو وہ ہمیں بتائیں کہ بلوچستان کو انہوں نے کتنا پیسا دیا ہے اور اس کا جو اخلاق ہے اس کو درست کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔ تشریف رکھیے۔ جی وزیر صاحبہ۔

محترمہ ثمینہ خالد گھرکی (وفاقی وزیر برائے سماجی بہبود و خصوصی تعلیم): شکریہ جناب چیئرمین۔ انہوں نے بیت المال کے ایم ڈی سے وقت مانگا تھا اور انہوں نے مجھے بتایا ہے، ان کی کوئی emergency ہوگی یا جو بھی کچھ ہوا ہوگا۔ بہرحال اگر یہ کسی کو وقت دیتے ہیں اور وہ نہیں ملتے تو ان کو excuse بھی کرنا چاہیے۔ یہ ایم ڈی سے کیسے ہوا ہے میں اس کا پتا کرتی ہوں کہ انہوں نے کیوں ان سے ملاقات نہیں کی جبکہ وقت بھی دیا تھا۔

میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہر رکن بہت زیادہ concerned ہوتا ہے اپنے لوگوں کے لیے اور وہ کہتا ہے کہ بیت المال میں کوئی ایسی درخواست نہیں آئی ہے جو ہم نے reject کی ہو بغیر کسی reason کے۔ ہم لوگ ان کو medical assistance دیتے ہیں۔ جو بھی درخواستیں آتی ہیں ہم ان کو ضرور consider کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی سیمیں صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: بیت المال سے پہلے Food Support Programme کے تحت غریبوں کو کچھ پیسے ہر مہینے، دو مہینے میں ملا کرتے تھے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا وہ بند کر دیے گئے ہیں؟ دوسری ایک اور بات ہے کہ ایک اخبار میں reporting ہوئی تھی کہ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کا جو فنڈ ہے اس کو کم کر دیا گیا ہے، اس کو کافی حد تک cut down کر دیا گیا ہے، کیا یہ بات درست ہے؟

جناب چیئرمین: آپ بیت المال کی بات کیجئے۔ جی وزیر صاحبہ۔

محترمہ ثمینہ خالد گھرکی: ان کا جو پہلا سوال تھا Food Support Programme کے بارے میں وہ واقعی میں بند کر دیا گیا ہے کیونکہ Benazir Income Support Programme جب شروع ہوا تو duplication سے بچنے کے لیے اس کو بند کیا گیا لیکن ان کی اطلاع کے لیے میں یہ بتا دوں کہ وہ سال میں ایک مرتبہ ملتا تھا۔ وہ دو، تین ماہ بعد نہیں ملتا تھا اور وہ Rs.3000/- per family سمجھ لیں یا per application سمجھ لیں۔

جناب چیئرمین: جی ریحانہ یحییٰ صاحبہ۔

Senator Rehana Yahya Baloch: Thank you very much. My question is also the same that applications were given to the *Bait-ul-Mal* Office for some financial support by very poor people but they said that.....

وہ ان کو نہیں ملے کیونکہ یہ programme بند ہو گیا ہے۔

Mr. Chairman: What is your question madam?

Senator Rehana Yahya Baloch: Question is why they stopped financial support of the poor people.

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحبہ۔

محترمہ ثمینہ خالد گھرکی: اس سلسلے میں عرض ہے کہ پاکستان بیت المال کو فنڈ کم دیا گیا ہے اور ہم نے پورے پاکستان میں یہ Food Support Programme روکا ہے۔ اس لیے وزیراعظم صاحب نے ہمیں فنڈ نہیں دیا۔ اس وقت ہمارے پاس فنڈ کی کمی ہے لیکن یہ ہے کہ جو deserving لوگ ہیں جن کی applications آتی ہیں، ہماری کوشش ہوتی ہے کہ انہیں 100% تو نہیں لیکن جو deserve کرتے ہیں، ہم ان کی help کریں۔ اس وقت ہم priority پر medical cases and education cases کر رہے ہیں۔

Mr. Chairman: Next question is No.177, Tahir Mashhadi sahib. Anyone on his behalf. Zahid sahib on his behalf for the sake of record.

177. ***Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi:** Will the Minister for Social Welfare and Special Education be pleased to state:

(a) the number of disabled persons registered in the country, during the years 2007-08 and 2008-09; and

(b) the criteria prescribed for declaring a person disabled?

Mrs. Samina Khalid Ghurki: (a) The total number of disabled persons registered in the country during 2007−08 and 2008−09 are 40,717. The year−wise breakup is as under:

	2007−08	2008−09	Total
NCRDP	781	823	1,604
PCRDP, Punjab	3,027	5,098	8,125
PCRDP, Sindh	228	542	770
PCRDP, NWFP	—	30,218	30,218
PCRDP, Balochistan	Data is awaited.		
Total	4,036	37,272	40,717

(b) Under section 2(c) of the Disabled Persons (Employment & Rehabilitation) Ordinance, 1981, disabled persons have been defined as "a person who, on account of injury, disease or congenital deformity, is handicapped for undertaking any gainful profession or employment in order to earn his livelihood, and includes a person who is blind, deaf, physically handicapped or mentally retarded".

A person is declared disabled by the Medical Assessment Board on the basis of assessment of their disability and issued disability certificate. These medical boards have been constituted by National Council for the Rehabilitation of Disabled Persons (NCRDP)

at federal level and by Provincial Councils for the Rehabilitation of Disabled Persons (PCRDPs) at the provincial level.

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes, Hafiz Rashid sahib.

سینیٹر حافظ رشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین۔ سوال میں پوچھا گیا ہے کہ معذور افراد کی registered تعداد کیا ہے؟ اس میں فاٹا کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔ کیا فاٹا میں معذور افراد نہیں ہیں؟ اس کی کیا وجوہات ہیں؟

محترمہ ثمینہ خالد گھرکی: دیکھیں جی، اس میں یہ ہے کہ registered کرانے کے لیے کچھ requirements ہوتی ہیں۔ اگر کوئی کسی دفتر میں نہیں جاتا اپنے آپ کو register کرانے کے لیے تو معلومات کیسے حاصل ہو سکتی ہیں کیونکہ ہم گھروں میں جا کر معلومات نہیں لیتے کہ کتنے disables ہیں۔ اس کے لیے اگر فاٹا کے لوگوں نے اپنے certificates بنانے کے لیے کوئی effort نہیں کی تو اس کے لیے ایسا ہونا چاہیے کہ آپ ان لوگوں کو aware کریں کہ وہ certificate بنائیں تب ہی تو ان کا data آئے گا ہمارے پاس۔ جس طرح باقی صوبوں سے ہمیں اطلاع ملی ہے۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر سعیدہ صاحبہ۔

سینیٹر سعیدہ اقبال: میں منسٹر صاحبہ سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ تمام محکموں میں 2% disables کے لیے کوٹا رکھا گیا ہے تو کیا Social Welfare Ministry اس پر implementation کے لیے کوشش کر رہی ہے؟

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحبہ۔

محترمہ ثمینہ خالد گھرکی: انہوں نے specially Social Welfare Ministry کا پوچھا ہے تو اس کے لیے میں کہوں گی کہ اللہ کا شکر ہے کہ Social Welfare Ministry میں 2% سے زیادہ کوٹے سے ہم نے disable لوگوں کو accommodate کیا ہے بلکہ ہماری کوشش ہے کہ ہم اس سے بھی زیادہ کریں کہ اس منسٹری میں، میں خود بھی personally help کر سکتی ہوں۔

دوسرا ممبروں کے لیے اس کی کچھ تفصیل بتا دوں کہ 55 ministries ہیں ان سب میں job کا کوٹا پورا نہیں ہوا ہے۔ جیسے ہی ان کا process complete ہوتا ہے تو ہمیں exact figures مل جائیں گے کہ 2% quota implement ہوا ہے یا نہیں ؟

جناب چیئرمین: جی، محمد اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! آپ دیکھیں کہ بلوچستان کے بارے میں اعداد وشمار کا انتظار ہے ابھی یہ سوال بھی دیکھیں کہ معذور بندوں کا ڈیپارٹمنٹ بلوچستان میں بڑا کمزور اور لاپرواہ ہے۔وہ کام نہیں کر رہا ہے۔ابھی چند لوگ ہوں گے زیادہ افراد تو نہیں ہوں گے اور اس میں بلوچستان کا ذکر ہی نہیں ہے۔ایک تو مجھے یہ بتائیں کہ بلوچستان کو ہر جگہ نظر انداز کیا جا رہا ہے۔میڈم صاحبہ اس کا نوٹس لیں کہ بلوچستان کی معلومات کیوں نہیں پہنچی ہیں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: ان کا data پوچھ لیتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: دوسری بات یہ ہے کہ معذور بندوں کو accommodate کرنے کے لیے ساری دنیا میں ان کے لیے گزارہ الاؤنس کا سسٹم ہوتا ہے تو یہاں بھی کوئی ایسا سسٹم ہونا چاہیے تاکہ وہ محتاج نہ ہوں اور وہ بھیک نہ مانگیں۔ان کے لیے یہاں کوئی ایسا سلسلہ ہے یا نہیں ؟

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحبہ۔

محترمہ ثمینہ خالد گھرکی: اگر یہ disable persons کے لیے پوچھ رہے ہیں تو ہماری کوشش ہے کہ وہاں کے لوگوں کو ہم accommodate کریں لیکن جو ہمیں apply کرتے ہیں۔ انہوں نے ان کی تعداد پوچھی ہے 315 افراد کی ہمیں information ملی ہے کہ بلوچستان کے 315 معذور افراد رجسٹرڈ ہیں لیکن میں پھر کہوں گی کہ جس طرح سینیٹ کے ہمارے بہن بھائی یہاں دلائل دیتے ہیں اور ہمیں پوچھتے ہیں تو اپنے area میں جا کر اتنی محنت کریں، اپنے لوگوں کو کہیں کہ ان کے جو بھی مسائل ہیں ان کی یہ help کریں تو میرا خیال ہے لوگوں میں بہت زیادہ awareness بھی ملے گی اور یہ ان کو بتائیں کہ اس کا یہ حل ہے تو انشاء اللہ سارے disable persons کے certificate بن جائیں گے۔

جناب چیئرمین: جی، زاہد صاحب آپ نے کوئی سوال کرنا ہے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: نہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، we come back to the question کیونکہ آج منسٹر صاحب after the passage of the bill yesterday in the National Assembly تھوڑا سا relax کر رہے ہیں۔ شاہ صاحب آپ آ گئے ہیں آپ کے Questions دیکھ لیں۔

سید خورشید احمد شاہ (وزیر برائے محنت وافرادی قوت): جی جی۔

جناب چیئرمین: آپ کا بھی دیکھ لیتے ہیں۔ پہلے 173سوال۔ طاہر مشہدی صاحب موجود ہیں۔ نہیں ہیں۔ Any one on his behalf حافظ رشید صاحب نمبر پڑھ دیجئے۔

173. ***Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi:** Will the Minister for Women Development be pleased to state:

(a) the details of National Gender Reform Action Plan indicating also its objectives; and

(b) the amount spent on the said plan so far indicating also the heads under which the same was spent?

Minister for Women Development: (a) National Gender Reform Action Plan is the largest project on the portfolio of the Ministry of Women Development funded by Public Sector Development Programme (PSDP). It aims at engendering the three tiers of Governance Structure (Federal, Provincial, District) through its Implementing Partners i.e. Federal Ministries/ Division, Provincial

Women Development Departments (including AJK) and District Governments in view of addressing national and international commitments on gender. Its total cost is Rs 619.627 Million, divided in two phases. Cost for Phase −I is Rs 418.563 Million.

Objectives

The main objectives of GRAP are to help improve the status of women by promoting processes that lead towards equal participation of women at all levels of governance, laying foundation for long−term permanent gender equality in the society and to ensure that all stakeholders contribute positively towards the goal of gender mainstreaming and equality:

1. To help improve the status of Women

2. To promote processes that lead towards equal participation of women at all levels of governance laying the foundation for long term permanent Gender Equality in the society.
3. To assure effective implementation of gender equality in relation to international conventions like Convention on elimination of all forms of discrimination against women (CEDAW).

4. To enhance participation of women across the governance spheres at the federal, provincial and district levels.

5. To ensure that all stake holders contribute positively towards the goal of gender mainstreaming and equality.

Key Reform Areas

GRAP envisages reforms in the following key areas:

(a) Institutional Restructuring is aimed at bringing the perspective of gender in the mainstream structures and functions of the government utilizing a two pronged strategy *i.e.*

a. Gender Development Sections (GDS) have been established in the Finance, Planning and Development, Establishment, Labour & Manpower, Information & Broadcasting Divisions and Provincial Women Development Departments to ensure the goals of Gender mainstreaming and equality in the Federal and Provincial levels.
b. Gender mainstreaming across ministries

(b) Policy and Fiscal Reforms are based around engendering the policy formulation, implementation and budgeting & public expenditure Mechanism.

(c) Women Employment in Public Sector has been initiated to close gender gaps in public sector employment at pre-induction, induction and post induction level. These

include different actions for different cadres across the government and several affirmative actions.

(d) **Political Reforms** aimed at strengthening and supporting women in parliament and local governments so that they can proactively formulate and promote gender equality agenda.

Supporting Reforms

i. Legislative support actions

ii. Poverty Reduction support actions

(b) GRAP was proposed to be implemented in two phases of two years each. Cost of Phase-I comes to Rs. 418.563 million. The cost of Phase-II shall be Rs. 201 million. Out of total allocation for Phase-I, utilization for the period 2005-09 is Rs 324.095 Million. Break Up is as follows:—

(Rs in Million)

S. No	Year	Amount Released	Expenditure
1.	2005-06	259.151	259.151
2.	2006-07	54.422	24.483
3.	2007-08	31.519	20.874
4.	2008-09	26.336	19.587
	Total	371.428	324.095

Mr. Chairman: Any supplementary? No. Question No.174. Pirzada Sahib.

مشہدی صاحب کا سوال پڑھ دیجئے۔

174. *Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Will the Minister for Labour and Manpower be pleased to refer to Senate Starred Question No. 44 replied on 9th June, 2009 and state the benefit schemes launched for the Federal government employees under Employees Old-Age Institutions?

Syed Khurshid Ahmed Shah: The employees of the Federal Government are exempted from the EOB Scheme as per clause 47(a) of the Employees' Old-Age Benefits Act, 1976 which is reproduced as under:

"47. Act shall not apply to certain person:

(a) persons in the service of the State, including members of the armed forces, police force and railway servants....

Hence "no" scheme.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: کوئی سپلیمنٹری نہیں ہے۔ سب انشاء اللہ ٹھیک ٹھاک ہے۔

جناب چیئرمین: کوئی سپلیمنٹری نہیں ہے۔ 176 عبدالنبی بنگش صاحب موجود ہیں۔ ابھی آپ کا لے لیتے ہیں بیگم صاحبہ آپ بیٹھیں۔آپ کا سوال لے لیتا ہوں۔ جی حافظ رشید صاحب۔ سوال نمبر 176 پڑھ لیں۔

176. ***Senator Abdul Nabi Bangash:** Will the Minister for Education be pleased to state whether it is a fact that establishment of cadet colleges at districts Hari−pur, Kohistan, Thull and Mohamand Agency was approved and an amount of Rs.350 millions was released for the same during previous regime, if so, the present status of those projects?

Sardar Asef Ahmad Ali: No. The establishment of Cadet Colleges was not approved in District Haripur, Kohistan, Thull and Mohmand Agency in previous regime and accordingly, no fund was released.

However, under the Prime Minister's directive No.2214 the establishment of six Cadet Colleges in FATA including Mohmand Agency is under process with the FATA Education Department.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر حافظ رشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین! یہاں پوچھا گیا ہے کہ وزیر برائے تعلیم بیان فرمائیں گے کہ آیا یہ حقیقت ہے کہ اضلاع ہری پور، کوہستان، تھل اور مہمند ایجنسی میں کیڈٹ کالجوں کے قیام کی منظور دی گئی تھی اور 350 ملین روپے کی رقم پچھلی حکومت کے دور اقتدار میں جاری کی گئی تھی، اگر ایسا ہوا تو ان منصوبوں کی موجودہ حیثیت کیا ہے اور جواب میں بتایا گیا ہے کہ مہمند ایجنسی میں گزشتہ دور حکومت میں کیڈٹ کالج کے قیام کی منظوری نہیں دی گئی تھی تو میں یہ پوچھنا چاہتا

ہوں جناب چیئرمین، افتخار حسین شاہ صاحب بھی زندہ ہیں اور ہم بھی زندہ ہیں اور وہ زمین 2006 سے ابھی تک پڑی ہوئی ہے ۔وہاں کیڈٹ کالج کے لیے زمین بھی خریدی گئی تھی، وہاں افتتاح بھی ہو گیا تھا، وہاں پرنسپل کی تقرری بھی کی گئی تھی اور اس کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ پچھلی گورنمنٹ میں کوئی بھی کیڈٹ کالج کے قیام کی منظوری نہیں دی گئی تھی تو یہ غلط بیانی ہے اور اس غلط بیانی پر میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(حافظ رشید صاحب ہاؤس سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، جی۔

سردار آصف احمد علی (مشیر برائے تعلیم): جناب چیئرمین! میرا خیال ہے کہ فاضل سینیٹر کو واک آؤٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ حکومت نے یہ commitment کی ہے کہ پرائم منسٹر صاحب کا 2008 directive میں آیا تھا۔اس پر ہم نے implementation کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔اب FATA کا secretariat ہے جنہوں نے ہمیں PC-1 بھیجنا ہے۔جب تک وہ PC-1 ہمیں موصول نہ ہو تو اس پر ہم مزید کارروائی نہیں کر سکیں گے کیونکہ وہ ایک سارا process sanctions کا ہے۔ اس process کے ذریعے ہی project کے لیے پیسے release ہو سکتے ہیں تو میں درخواست کروں گا کہ وہ walkout نہ کریں بلکہ کوشش کریں کہ FATA سیکرٹریٹ والے ہمیں PC-1 جلدی سے جلدی بھیج دیں۔

جناب چیئرمین: جی، حاجی غلام علی صاحب۔

سینیٹر حاجی غلام علی: جناب چیئرمین صاحب! جس طرح محترم مشیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ directive پر عمل ہوگا لیکن FATA secretariat والے PC-1 نہیں بھیجتے ہیں۔ اس وقت فاٹا میں جو آگ لگی ہوئی ہے اس کے لیے ضروری ہے اور وزیر اعظم صاحب نے جب وہاں دورہ کیا تھا تو کیڈٹ کالج کا اعلان فرمایا تھا۔میرا خیال ہے کہ اس کو بھی ایک سال سے زیادہ عرصہ مکمل ہونے والا ہے۔ تو منسٹری کا حق بنتا ہے کہ وہ فاٹا سیکرٹیریٹ کو سختی سے ہدایات جاری کریں۔اگر PC-1 پانچ سال میں نہیں بنے گا تو وہاں پر کیڈٹ کالج کیا نہیں بنے گا اور اس علاقے کے لوگوں کو تعلیم کی طرف راغب نہیں کیا جائے گا۔ میرے خیال میں یہ منسٹری کی ذمہ داری ہے۔وزیر اعظم صاحب کے directive کی implementation تمام اداروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس پر عمل

درآمد کریں اور خصوصاً ان علاقوں میں تعلیمی اداروں کو بنانا انتہائی لازمی ہے -تاکہ وہاں کے لوگ educate ہو جائیں - جس طرح وہاں آگ لگی ہوئی ہے ،اس کا مطلب تو یہ ہے کہ فاٹا سیکرٹیریٹ بشمول وزارت دونوں اس میں ملوث ہیں کہ یہ کام نہ ہو تو میری بھی درخواست ہوگی کہ اس کو جلد از جلد بنایا جائے اور منسٹر صاحب یہاں commit کریں اور دو مہینے کا وقت لے لیں کہ فاٹا سیکرٹیریٹ سے PC-1 بنا کر اس پر عمل درآمد کی یقین دہانی کرائیں۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

سردار آصف احمد علی: ہم انہیں مجبور نہیں کر سکتے کیونکہ فاٹا کا اپنا سیکرٹیریٹ ہے اور NFC award میں ان کا share resources میں ہے۔ وہ خود مختار ہیں اور وہ فرنٹیئر گورنر کو رپورٹ کرتے ہیں تو ہم سینیٹرز سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ بات کریں - جلد از جلد ہمیں PC-1 بھیج دیا جائے کیونکہ یہ بڑی unavoiding commitment ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ فاٹا کی development priority پر ہو، تاکہ وہ باقی ملک کے ساتھ leveled development کر جائیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے- پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: شکریہ جناب چیئرمین! میرے خیال میں یہ بات درست نہیں ہے کہ فاٹا کا education department خود مختار ہے اور وہ صرف گورنر سرحد کو جوابدہ ہے۔ یہ تو Federally Administered Tribal Area ہے اور Federal Government کو اس پر مکمل اختیار حاصل ہے -وزیر محترم بتا سکیں گے کہ منسٹر صاحب کا ڈائریکٹو نمبر 2214 کی تاریخ کیا ہے اور یہ process کب سے شروع ہوا ہے اور کب مکمل ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

سردار آصف احمد علی: جناب چیئرمین! میرے پاس ڈائریکٹو کا نمبر موجود ہے مگر تاریخ میرے پاس نہیں ہے تو میں ممبر صاحب کو نمبر ۲۲۱۴ پیش کر سکتا ہوں - میرا خیال ہے کہ تقریباً 2008 میں یہ ہوا تھا۔

(اس مرحلے پر حافظ رشید احمد ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب چیئرمین: جی زاہد صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: میں ان کا واک آؤٹ ختم کرانے گیا تھا۔

جناب چیئرمین: بڑی مہربانی۔.Very kind of you

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! وہ جو بات کرتے ہیں، وہ صحیح کہتے ہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے گورنر کے سیکرٹریٹ والے جواب نہیں دیتے، چاہے وہ ایجوکیشن کا ہو، چاہے فاٹا سے تعلق رکھتا ہو، یہاں جب ہم سوال کرتے ہیں، جواب مانگتے ہیں تو اس کا جواب اسی وقت نہیں ملتا کیونکہ ان کے representatives ادھر نہیں ہیں کہ وہ ہمیں جواب دیں۔ اس سے ممبر نالاں ہوتے ہیں اور قبائلیوں کے ساتھ باسٹھ سال سے جو زیادتی آرہی ہے، یہ ان کا حق ہے کہ وہ ایسا کریں۔ کم از کم Prime Minister Secretariat تو یہ ensure کرے کہ جو question جائے یا وہاں سے جو بھی آرڈر جائے، اس کا response آئے اور پھر Prime Minister Secretariat ہمیں جواب دے اور ان سے پوچھے کیونکہ کم از کم گورنر تو ان کے under آتا ہے۔ اگر گورنر یا اس کا سیکرٹریٹ ہمیں جواب نہیں دیتا تو میں honourable Advisor صاحب سے یہ request کروں گا کہ آپ Pime Minister صاحب سے بات کریں اور ہمیں یہاں پر صحیح جواب دیں تاکہ لوگ مطمئن ہو سکیں۔ آپ نے ان قبائلیوں کے حالات دیکھے ہیں کہ اس وقت ان کی کیا صورت حال ہے۔ اگر ایجوکیشن وہاں نہیں ہو گی، کالج نہیں بنیں گے تو پھر لوگ طالبان کی طرف جائیں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی منسٹر صاحب۔

سردار آصف احمد علی: ان کا مشورہ میں نے رجسٹر کر لیا ہے۔ میں انشاء اللہ پرائم منسٹر سیکرٹریٹ سے بھی بات کروں گا۔ چیئرمین صاحب! اس میں کچھ sensitivities ہیں۔ اگر ہم کسی معاملے میں زیادہ interference کریں تو شور ہو جاتا ہے کہ Tribal Areas میں بہت interference ہو رہی ہے۔ اگر نہ کریں تو پھر شور مچ جاتا ہے۔ اس لیے ہمیں تھوڑی سی گنجائش دے دیں۔ انشاء اللہ ایجوکیشن کے ساتھ میری بڑی commitment ہے اور میں پوری کوشش کروں گا کہ جلد از جلد اس file کو آگے move کراؤں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی بیگم نجمہ حمید صاحبہ۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: میں محترمہ وزیر صاحبہ سے پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ کون سے سوال کے بارے میں پوچھ رہی ہیں؟

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: جی ۱۷۲ کے بارے میں پوچھ رہی ہوں۔

جناب چیئرمین: ابھی تو ۱۷۷ چل رہا ہے۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: آپ آگے لے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: چلیں پوچھ لیں۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: میں نے منسٹر صاحبہ سے پوچھا ہے۔ آپ نے ۱۷۱ والا پوچھا ہے۔ اس میں تو بابر اعوان صاحب آئے نہیں۔ اس میں تو ثمینہ گھرکی صاحبہ آئی ہیں۔

جناب چیئرمین: چلیے ثمینہ صاحبہ سے پوچھ لیجیے۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ نے نیشنل اسمبلی کے لیے آٹھ آٹھ جہیز فنڈ کا quota announce کیا تھا کہ سب کو جہیز فنڈ دیں گے تو میں یہ کہہ رہی تھی کہ اگر یہ نیشنل اسمبلی والوں کو ملتا ہے تو سینیٹ والوں کو بھی ملنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: سینیٹ کو بھی ملنا چاہیے۔ جی منسٹر صاحبہ۔ آپ ذرا equality create کریں۔

محترمہ ثمینہ خالد گھرکی: میں ان کو بتاؤں گی کہ President صاحب نے کچھ شادیوں کی announcement کی تھی۔ ان دنوں نیشنل اسمبلی کا سیشن جاری تھا تو میں نے مناسب یہی سمجھا کہ ہم سب اراکین سے درخواستیں لے لیں۔ میں نے verbally سب ہی سے کہا کہ آپ درخواستیں دے دیں۔ اس میں کوئی اس طرح کوٹا نہیں ہے کیونکہ پاکستان بیت المال سے ہم شادیوں میں ویسے مدد نہیں کرتے، کیونکہ ہمارے پاس کوئی ایسا fund ہی نہیں ہے۔ وہ زکواۃ و عشر والے کرتے ہیں۔ اس کے لیے میں نے ان سے request کی تھی اور میں اراکین کی اطلاع کے لیے بتا دوں کہ کچھ سینیٹروں نے خود ہی درخواستیں بھیجی تھیں، جو consider کی گئی ہیں۔ اگر کسی کو ابھی بھجوانی ہے تو ضرور بھجوا دے کیونکہ نیشنل اسمبلی کے ممبرز کو کوٹا اس طرح نہیں دیا گیا۔ President صاحب کچھ لوگوں کی

شادیوں میں مدد کرنا چاہ رہے تھے، وہ ہم نے کی ہے۔ اگر ابھی کوئی deserving cases ہیں تو آپ ضرور بھجوائیں، میں ان کو ضرور دیکھ لوں گی۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، .satisfied زاہد صاحب! کیا آپ بھی کسی کی شادی کرانا چاہتے ہیں؟

سینیٹر محمد زاہد خان: ہمارے سینیٹ کے ساتھ ہمیشہ زیادتی ہوتی ہے۔ سینیٹ کے اراکین کو ignore کیا جاتا ہے۔ جب سوات، مالاکنڈ سے IDPs آئے، ان کو بیت المال سے جتنا بھی پیسا دیا گیا ہے، وہ ایم این ایز کو involve کرکے دیا ہے لیکن وہاں کے کسی سینیٹر سے consult نہیں کیا اور وہ سینیٹرز کو کچھ سمجھتے نہیں ہیں۔ آپ مہربانی کریں۔ آپ کے منسٹروں کا سینیٹروں کے ساتھ یہ رویہ رہا ہے۔ اب آپ جوابدہ ہیں۔ آپ نے سینیٹ کو بالکل ignore نہیں کرنا۔ اگر آپ سینیٹ کو ignore نہ کریں۔۔۔

جناب چیئرمین: .No discrimination

سینیٹر محمد زاہد خان: جی ہاں۔ بالکل۔ آپ رولنگ دیں کہ آئندہ کے لیے ایسے نہ ہو۔ سروسز میں بھی یہی کر رہے ہیں اور ہر چیز میں یہی کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

محترمہ ثمینہ خالد گھرکی: اس کی مثال ایسی ہے کہ جب تک یہ ڈیمانڈ نہیں کرتے، جب تک سینیٹروں کے کیسز میرے پاس نہیں آئیں گے تو میں کیسے ان کے گھر جا کر ان کی مدد کر سکتی ہوں؟ بہرحال میں آپ کو ایک چیز clear کردوں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ دیکھ لیجیے گا۔ .You are in the Senate Hall today
You should look into it. Please look into it.

(مداخلت)

محترمہ ثمینہ خالد گھرکی: مجھے اس طرح سمجھ نہیں آرہی۔

جناب چیئرمین: آپ بیٹھیں تو سہی۔ زاہد صاحب، may I request you to sit .down ڈاکٹر صاحب! please بیٹھ جائیے۔ آپ ذرا بیٹھ جائیے۔ حافظ صاحب پلیز بیٹھ جائیے۔

Minister Sahiba, please look into it.

محترمہ ثمینہ خالد گھرکی: دیکھیں چیئرمین صاحب! میں سمجھتی ہوں کہ سب ہی لوگ میرے نزدیک بہت قابل احترام ہیں۔ میں سینیٹ کے سب ہی بہن بھائیوں سے یہ درخواست کرتی ہوں کہ ہم یہاں جوابدہ ہوتے ہیں لیکن پہلے بات کو سمجھا کریں۔ دیکھیں، ہر چیز کا اصول ہے۔ جب میرے پاس کوئی application ہی نہیں آئے گی تو میں کیسے ان کی help کر سکتی ہوں۔

(مداخلت)

محترمہ ثمینہ خالد گھرکی: پہلے میری بات سن لیں۔

جناب چیئرمین: زاہد صاحب! بات تو سن لیں۔ زاہد صاحب! جھگڑا نہ کریں۔ Let her say that. You are violating the rules now. Question Hour ہے۔ When the Minister is giving a statement. تو آپ تسلی سے ان کے جواب سنیں۔ پلیز۔

محترمہ ثمینہ خالد گھرکی: نیئر بخاری صاحب کے cases آئے۔ تین ان میں سے reject ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک۔

محترمہ ثمینہ خالد گھرکی: کیونکہ وہ deserve نہیں کرتے تھے۔ اس کے بعد کاکڑ صاحب کے آئے۔ جو applications آئیں گی، ان ہی کو consider کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ تو نہیں کیا جا سکتا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ Next question وسیم سجاد صاحب۔ ایک منٹ بیٹھیے۔

(مداخلت)

سینیٹر گلشن سعید: میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ان کو دو ڈھائی سال تو ہو گئے ہیں وزیر بنے ہوئے۔ میں نے دو تین دفعہ ان کو application بھی دی ہے۔ میری کوئی ذاتی چیز نہیں ہے۔ میں نے سات سال سے پبلک کے لیے ایک ڈسپنسری بنائی ہوئی ہے۔ اسے میں بڑا کرنا چاہتی ہوں۔ وہاں پر پندرہ ہزار لوگ اتنے غریب ہیں کہ ان کے پاؤں میں جوتا ہے اور نہ ان کے پاس کوئی چیز ہے۔ ان

کے لیے نہ کوئی ہسپتال ہے، نہ ڈسپنسری ہے۔ میں نے کئی دفعہ بیت المال سے بھی درخواست کی ہے۔ یہ سامنے بیٹھی ہیں، یہ اس سے انکار نہیں کر سکتیں کہ میں نے ان کو personally کہا کہ میڈم میری application آئی ہوئی ہے، please اس کو ذرا بڑھا دیں۔ وہاں پر ایک لیڈی ڈاکٹر بٹھا دیں۔ وہاں عورتیں چھ چھ بچے چھوڑ کر زچگی کے دوران مر جاتی ہیں۔ آپ کو ان لوگوں پر ہونے والے ظلم کی کیا داستانیں سنائیں۔ انہوں نے اسی وقت بات کو دوسری طرف پھیر دیا۔ میں نے دوبارہ کبھی گلہ نہیں کیا۔ آج سب لوگ گلہ کر رہے ہیں تو میں بھی کروں گی کیونکہ یہ نہیں کہہ سکتیں کہ ان کو درخواست نہیں دی۔ یہ نہیں کہہ سکتیں۔ یہ دو تین مرتبہ مجھے personally جہاز میں ملیں۔ میں نے ان کو کہا کہ آپ سوشل ویلفیئر کی وزیر ہیں۔ خدا کے لیے وہاں جا کر دیکھیں۔ ہر بندہ گواہ ہے کہ ہر مہینے میری پوری تنخواہ دوائیوں، ڈاکٹر اور ڈسپنسر پر خرچ ہو جاتی ہے۔ میرا یہ صدقہ جاریہ سات سال سے جاری ہے۔ میں اس کی تشہیر نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ان سے کہا تھا کہ ایک میٹر نٹی ہوم بنا دیں۔ انہوں نے اس بات کی بالکل پرواہ ہی نہیں کی۔ انسان اپنی عزت اس وقت بحال کرتا ہے جب آگے کے لیے سوچتا ہے کہ خدا کے نام پر بھی کوئی کام کر لے۔ میں یہ بات ان کے نوٹس میں لانا چاہتی تھی۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی منسٹر صاحبہ۔

محترمہ ثمینہ خالد گھرکی: میں اپنی معزز بہن کا بہت احترام کرتی ہوں۔ انہوں نے جیسے کہا ہے، بالکل انہوں نے ایک دو دفعہ دوران پرواز بھی کہا ہے اور ویسے بھی کہا ہے کہ میں نے ایم ڈی کو application دی ہے۔ ایک چیز میں بتاؤں کہ پاکستان میں بہت سے ایسے علاقے ہیں، جہاں ایسے مسائل ہیں۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب۔

محترمہ ثمینہ خالد گھرکی: لوگوں کو اس طرح کی مشکلات درپیش ہیں اور یہ اتنا نیک کام کر رہی ہیں۔ اس میں انہوں نے مدد چاہی کہ پاکستان بیت المال سے ہم مدد کر دیں لیکن موجودہ صورت حال میں آپ کو معلوم ہے کہ ہمارا بجٹ پہلے ہی سات ارب روپے سے ایک ارب روپے پر آچکا ہے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ ہم مدد کرنے کی پوری کوشش کریں گے لیکن ہم ابھی تک نہیں کر سکے۔ میں یہ admit کرتی ہوں کہ ان کی application آئی تھی لیکن اس طرح کی application کو قبول نہیں کر سکتے۔

شادیوں والے معاملے کی ہمارے پاس ضرور گنجائش ہے۔ سب سینیٹرز میرے لیے بہت ہی محترم ہیں، وہ ہمیں application دیں تو ہم ضرور ان کو consider کریں گے۔

جناب چیئرمین: جی کلثوم صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب! میں چونکہ تھوڑی late ہوئی ہوں۔ میں وہ detail لینا چاہ رہی تھی۔ منسٹر صاحبہ چونکہ ہماری colleague ہیں، دوست ہیں، بہن ہیں۔ ہم آج تک اس لیے بھی اس پر protest نہیں کرتے کہ وہ بحیثیت خاتون بڑے اچھے طریقے سے کام کر رہی ہیں لیکن جناب! میں صرف اتنا پوچھنا چاہوں گی کہ آج تک ہماری ایک single application بتا دیں، جس پر عملدرآمد ہوا ہو۔ Food package تھا۔ ایک بچی معذور تھی، جس کا ہاتھ نہیں تھا۔ دوسرے ہم تین افراد نے recommend کرکے کسی بچی کی شادی کے جہیز کے لیے درخواست دی تھی، مگر آج تک وہاں سے ریلیز نہیں ہوئی۔ کیا منسٹر صاحبہ آج کے بعد،---پشتو میں کہتے ہیں (---) single penny چلا گیا، ختم ہو گیا، مگر آج کے بعد کیا یہ ہمیں make sure کرتی ہیں کہ ہماری جو درخواستیں ان کے پاس التواء میں پڑی ہیں، سب سے پہلے ان پر عملدرآمد ہو گا اور بعد میں آپ نئی درخواستیں لیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

محترمہ ثمینہ خالد گھرکی: ان کی کوئی application ایسی ہے جس کے بارے میں یہ کہہ رہی ہیں۔ Application سیدھی بیت المال میں جاتی ہے۔ اگر میرے through جائے تو مجھے پتا ہوتا ہے اور میں ان کو pursue کر سکتی ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ enquiry کریں کہ senators جو شکایت کر رہے ہیں تاکہ ان کی تکالیف اور شکایات دور ہو جائیں کیونکہ آپ منسٹر ہیں اور یہ آپ کا فرض ہے کہ اس کو دیکھیں۔ ڈاکٹر سعیدہ اقبال صاحبہ۔

سینیٹر سعیدہ اقبال: جناب چیئرمین! وزیر صاحبہ بہت محترم ہیں she responds very well لیکن انہوں نے کہا ہے کہ جہیز کا کوئی پروگرام نہیں تھا۔ اب نہیں ہے لیکن پہلے تھا اور لوگوں کو پچاس، پچاس ہزار روپے بیت المال سے ملے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے رمضان میں تمام MNAs کو food packages دیے ہیں، جب ہم نے پوچھا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ صرف MNAs کے لیے ہے، Senators کے لیے نہیں ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Chairman: Next question No. 179. Wasim Sajjad.

179. *Senator Wasim Sajjad: Will the Minister for Labour and Manpower be pleased to state:

(a) the names of corporations under the administrative control of Ministry of Labour and Manpower indicating also the names of directors of each corporation; and

(b) the names, educational qualifications and dates of appointment of the Directors appointed in the said corporations during the last five years?

Syed Khurshid Ahmed Shah: (a) At present there is only one Corporation namely Overseas Employment Corporation under the administrative control of this Ministry. The following four Executive Directors are working in the Corporation:—

(i) Mr. Zafar Ali.

(ii) Mr. Ashfaq Ullah Khan

(iii) Mr. Muhammad Anwar Bughio

(iv) Mr. Muzaffar Ali Chandio

(b) The requisite information in respect of Executive Directors appointed in the said Corporation during the last five years is as under:—

Name	Educational Qualifications	Date of appointment
Mr. Muhammad Anwar Bughio	M.A (Economics)	Promoted on 27-8-2005
Mr. Muzaffar All Chandio	M.B.A. Marketing	27-6-2008 (on deputation)
Mr. Muhammad Sarwar	M.A (Economics) M.A (Pol.Sc.)	16-5-2007 (on deputation till 13-3-2008)

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: وزیر محترم ذرا متوجہ ہو جائیں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب، اب ذرا گفت و شنید کم کیجیے، آپ کے سوالات آ گئے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں محترم وزیر صاحب سے یہ جاننا چاہوں گا کہ اس وقت آپ کے جو چار Directors ہیں، ان سب کی qualification آپ نے نہیں دی ، ان کی qualification کیا ہے اور کیا آپ یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ یہ کتنے عرصے سے ہیں اور ان کا تعلق کس صوبے سے ہے؟

سید خورشید احمد شاہ: پہلی بات یہ ہے کہ میرے department نے غلط لکھا ہے۔ اس میں appointment لکھا ہے جب کہ یہ appointment نہیں ہے، ان کی posting ہوئی ہے۔ ان میں

سے ایک deputation پر ہے اور باقی کی postings ہوئی ہیں۔ جو Deputy Secretary ہوتا ہے، وہ اس position پر جاتا ہے۔ میں نے ان کی qualification دی ہوئی ہے۔ دو MA, Economics, ہیں، ایک MBA, Marketing ہے اور ایک MA, Political Science ہے۔ ان کی postings ہوئی ہیں appointments نہیں ہوئیں، یہ غلط لکھا گیا ہے اس لیے میں اس کی وضاحت کر رہا ہوں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: آپ نے جو دوسرے نام دیے ہیں، ان میں دو نام common ہیں، ایک نام common نہیں ہے۔ وہاں آپ نے چار نام دیے ہیں، یہاں تین نام دیے ہیں، جن میں سے دو نام common ہیں اور باقیوں کی qualification نہیں بتائی گئی۔

سید خورشید احمد شاہ: جو تین نام دیے ہیں اس کے بعد آگے ہم نے خود ہی چار نام دیے ہیں۔ ان لوگوں نے دو قسم کی بات کی ہے۔ ایک وہ لوگ ہیں جو deputation پر ہیں، دوسرا محمد انور بگھیو department کا regular employee ہے۔ ان تین میں سے کوئی deputy secretary ہے، کوئی director ہے----

(مداخلت)

سید خورشید احمد شاہ: تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو secretariat سے یا اُدھر سے آئے ہیں، ایک بندہ محمد انور بھگیو department کا regular appointee ہے، department کا بندہ ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بہرحال میرے خیال میں جو معلومات درکار تھیں، وہ سب نہیں آئیں۔

سید خورشید احمد شاہ: اگر آپ پھر بھی کہیں گے تو میں جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ۔

جناب چیئرمین: زاہد خان صاحب۔ میں نے آپ کا ہاتھ دیکھ لیا تھا، آپ بے فکر رہا کریں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: آپ دیکھیں کہ جو دو نام ہیں، آخر والا تیسرا، چوتھا نام تو ہے ہی نہیں جو انہوں نے لکھا ہے 2008-3-13 اس کا نام نہیں ہے لیکن جو دو نام دیے ہیں، یہ deputation پر آئے ہیں۔ کیا آپ کی منسٹری کے لیے ضروری تھا کہ آپ دوسری جگہ سے deputation پر لائیں؟ اگر آپ کے پاس vacancies تھیں تو آپ لوگوں کو بھرتی کرواتے تاکہ لوگوں کو روزگار ملتا۔ آپ deputation پر کیوں لائے، اس کی وجہ بتائیں؟

سید خورشید احمد شاہ: اللہ کرے یہ خود بھی وزیر بنیں، میری دعا ہے۔

Mr. Chairman: It will be a difficult position.

سید خورشید احمد شاہ: جناب! Director کی position پر direct appointment نہیں ہو سکتی۔ کچھ posts ایسی ہوتی ہیں جن پر direct appointment ہوتی ہے، کچھ posts deputation سے fill کی جاتی ہیں۔ ہمارے پاس vacancies تھیں، اس لیے deputation پر لانے پڑے۔

Mr. Chairman: Thank you. Shah Sahib, there are some questions of the Ministry of Law.

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: جناب! Overseas کے بھی ہیں۔

جناب چیئرمین: جی صرف Ministry of Law and Overseas Pakistanis کے رہ گئے ہیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: They may be deferred.

جناب چیئرمین: Defer کر دیتے ہیں کیونکہ حالات--- ٹھیک ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ابھی کیا نہیں ہے---

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جنہوں نے سوال جمع کرائے ہیں، آپ ان سے مشورہ کریں، ہم نے question کیا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ minister نہیں ہے تو یہ ہمارا headache نہیں ہے۔ Minister کو آنا چاہیے، یہ ان کا بندوبست ہے۔

جناب چیئرمین: میں آپ کی بات سمجھ رہا ہوں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب! ایک سوال کا جواب چھ ماہ کے بعد آتا ہے تو پھر اس کا جواب یہ ہے کہ آپ دونوں مشورہ کریں----

جناب چیئرمین: ابھی آپ بیٹھ جائیے، میں فیصلہ کرتا ہوں، آپ فکر نہ کیجیے۔ ڈاکٹر صاحب، ذرا تسلی کے ساتھ، ابھی میں نے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے۔زاہد صاحب، آپ بالکل بے فکر رہیں۔ ڈاکٹر صاحب، they will be deferred for the first day of the next session. Whatever it is, on the first day of the next session these questions will come. Ok. This is the best we can do. آپ کی بات میں وزن ہے، منسٹر کو ہونا چاہیے تھا مگر چونکہ قومی اسمبلی کا اجلاس بھی ہو رہا ہے، constitutional package بھی آیا ہے، اس لیے Law Minister نہیں آئے اس لیے I am giving a ruling that first day of the next session جو بڑی جلدی آنے والا ہے۔ Thank you.

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! اس session کے شروع ہونے سے کافی پہلے ہم نے defence ministry کے question کیے تھے۔ ہمیں یہ اطلاع تھی کہ آپ کو وہاں سے ٹیلیفون آیا تھا کہ ان کو defer کر دیں کیونکہ وہ نہیں ہیں۔ اب جناب! وہ آئے ہیں، آپ مہربانی کریں تا کہ ہمارے وہ questions آجائیں اور Defence Minister ہمیں جواب دیں۔

جناب چیئرمین: زاہد صاحب، جو بھی defer ہوئے ہیں وہ آجائیں گے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: لیکن جناب! وہ record پر نہیں آئے تھے۔

Mr. Chairman: I will look into it آپ مجھے یاد دلا دیجیے گا thank you.

Senator Muhammad Zahid Khan: Thank you.

\+ The Questions hour is over. The remaining questions and their replies are placed on the table of the House and be taken as read.

12. **Senator Dr. Muhammad Ismail Buledi:** Will the Minister for Local Government and Rural Development be pleased to state:

(a) the number of development schemes recommended by the parliamentarians out of their development funds during the current financial year with province-wise break up; and

(b) the number of said schemes completed so far and those under process at present with province-wise break up?

Mr. Justice (R) Abdul Razzaq A. Thahim: (a) Province-wise details of funds released during the current financial year is as under:—

Province	Number of Schemes Funded	Funds Released (Rs. Million)
PUNJAB	652	811.509
SINDH	296	451.042
NWFP	505	342.336
BALOCHISTAN	137	173.205

FATA	222	133.460
ISLAMABAD	28	33.797
G. Total:−	1840	1945.349

(b) Province−wise details of schemes completed is as under:—

Province	Number of Schemes Funded	Number of Schemes Completed	Number of On−going schemes
PUNJAB	652	—	652
SINDH	296	1	295
NWFP	505	—	505
BALOCHISTAN	137	—	137
FATA	222	100	122
ISLAMABAD	28	—	28
G. Total:−	1840	101	1739

Leave of Absence

Mr. Chairman: Leave applications.

جناب محمد طلحہ محمود صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 59th اجلاس میں مورخہ 31 مارچ اور موجودہ اجلاس میں مورخہ 6 اپریل کو اجلاس میں شرکت نہیں سکے تھے۔ انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد کاظم خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 19اپریل کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد عدنان خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 6, 7اپریل کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب پروفیسر ساجد میر صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 7اپریل کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب عبدالنبی بنگش صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 7تا 9اپریل ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب صابر علی بلوچ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 9اپریل کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: میر ہمایوں عزیز کرد صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر جارہے ہیں اس لیے مورخہ 12تا 16اپریل اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Mr. Chairman: Item No. 3.

منسٹر صاحب تو موجود نہیں ہیں۔ Leader of the House please.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ نے ordinance کے لیے کچھ کہنا ہے؟ ذرا lay تو ہو جائے۔

سینیٹر افراسیاب خٹک: ہم نے کئی مرتبہ Leader of the House and Law Minister سے بات کی ہے۔ یہ جس حالت میں ہے، اس حالت میں تو ہم اس کو accept, approve نہیں کریں گے

جناب چیئرمین: یہ تو صرف lay ہوگا۔ Under the rules it will only be laid. Khatak Sahib, it is only being laid. It is a formality.

Senator Afrasiab Khattak: We will oppose it.

جناب چیئرمین: اس میں opposition نہیں ہوتی ہے۔ رضا صاحب، آپ ذرا ان سے بات کر لیجیے۔ جی بخاری صاحب۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: I beg to lay before the Senate the Sacked Employees Reinstatement (Reinstatement) Ordinance, 2010 (Ordinance No.II of 2010), as required by clause (2)(a)(ii) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

Mr. Chairman: The Ordinance stands laid. Item No.4

جی Bill کے لیے کون move کرے گا؟ who will move the Bill? جی، دیکھتے ہیں، جی۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, in fact the Law Minister is not here and the Minister of Overseas is also not here, if Chair says, I will……

جناب چیئرمین: اس کو defer کر دیں، ٹھیک ہے جیسے کہتے ہیں۔ میں نے دیکھی ہیں، میں نے رات کو ساری پڑھی ہیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Probably, Afrasiab Khattak wanted to talk on this issue.

جناب چیئرمین: نہیں جب defer ہو رہا ہے، اگر آپ نے بات کرنی ہے تو آپ اس motion کو move کریں پھر 1st reading میں speeches ہوں گی۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, there are somewhat reservations.

جناب چیئرمین: اس کو defer کر دیجیئے، ٹھیک ہے، اس کو defer کر دیتے ہیں، it is deferred, as requested. Points of order طاہر مشہدی صاحب موجود نہیں ہیں، پروفیسر ابراہیم صاحب۔

Points of Order

Bureaucratic Hurdles in Release of Funds

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ لواری Tunnel پر اس وقت کام ہو رہا ہے لیکن ان خدشات کا اظہار ہو رہا ہے کہ Government کی طرف سے Korean Company Samba کو funds مہیا نہیں کئے جا رہے اور اس کی وجہ سے بہت زیادہ امکان ہے کہ بہت جلد یہ کام رک جائے گا۔ جناب چیئرمین! گزشتہ سال جون یا جولائی کا مہینہ تھا، Minister صاحب نے توجہ دلاؤ نوٹس پر یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ کام جلد شروع ہو جائے گا، اگرچہ اس تاریخ کو شروع نہیں ہو سکا لیکن Minister صاحب نے اس میں بہت دلچسپی لی اور انہوں نے کام شروع بھی کروایا اور لواری Tunnel عوام کے لیے دو گھنٹے کھلا رکھا گیا اور لوگ سردیوں میں وہاں سے آتے جاتے رہے۔ میں جو اس حکومت کا کارنامہ بھی سمجھتا ہوں اور اس میں وزیر محترم کی ذاتی کاوشیں بھی شامل ہیں لیکن جناب چیئرمین! Bureaucracy کی طرف سے ان کے راستے میں رکاوٹیں ڈالی جا رہی ہیں اور اس کام کو آگے بڑھنے نہیں دیا جا رہا۔ اس لیے میں آپ کی وساطت سے حکومت کے notice میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ جو Korean Company ہے، اس کو funds بروقت دیے جائیں تاکہ یہ کام رکنے نہ پائے اور کام آگے چلتا رہے۔ میں یہ بھی درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں کے عوام کا بھی مطالبہ ہے اور وزیر محترم بھی اس بات پر مطمئن ہیں کہ اس مرحلے میں اس کو rail tunnel بنایا جا رہا تھا لیکن اس میں funds بھی زیادہ خرچ ہوں گے اور وقت بھی زیادہ لگے گا، اگر road tunnel بنا دیا جائے تو آسانی ہو گی، اس میں funds بھی کم خرچ ہوں گے اور جلد مکمل ہو جائے گی لیکن اس میں بھی bureaucratic رکاوٹیں ہیں۔ اس لیے میری آپ کے وساطت سے یہ درخواست ہے کہ Finance Ministry funds release کرے اور جس طرح وزیر محترم چاہتے ہیں کہ اس کو rail tunnel کی بجائے road

tunnel بنا دیا جائے، اس پر ان کو یہ حق دے دیا جائے کہ اس کو road tunnel بنا دیا جائے۔ جناب! بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: پروفیسر خورشید صاحب۔

American's Strategic Plans and Our Sovereignty

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میں آپ کی توجہ اور آپ کے توسط سے حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ کل کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ America کے Assistant Secretary of State Mr. David T. Johnson پاکستان تشریف لائے ہیں، انہوں یہاں پر وزیر داخلہ سے ملاقات کی ہے اور انہوں نے جو مطالبہ کیا ہے،وہ یہ ہے کہ the USA has officially requested Pakistan for lease of land for repairing and overhauling of the aircrafts and helicopters. آگے تفصیل دے رہے ہیں کہ the under Secretary has requested to give land for repairing and overhauling of American aircrafts and Pakistan has ensured to provide land for the purpose. اسی بیان میں Assistant Secretary نے یہ بات بھی کہی ہے اور میں خاص طور آپ کی توجہ دلاتا ہوں، اس لیے کہ وزیر داخلہ بار بار انکار کر چکے ہیں کہ کوئی private security agency خواہ وہ Black Water ہو یا جو Black Water کی نئی Exi یا Tine Corporation اس کا پاکستان میں کوئی وجود نہیں ہے لیکن American Assistant Secretary اسلام آباد کی سرزمین پر یہ بات کہتا ہے کہ he also informed that the American security company Tine Corporation are operative in Pakistan in accordance with an accord which has not been altered. غالباً یہ accord مشرف کے زمانے میں ہوا تھا اور اس کی بنیاد پر یہ کیا گیا ہے۔ اس سے ایک ہفتہ پہلے Senate کی Committee میں State Department کا ایک نمائندہ evidence دیتے ہوئے، اس نے کہا ہے کہ 200 US military personnel are on Pakistani soil. جناب والا! یہ ہماری sovereignty کا بڑا serious مسئلہ ہے اور بار بار اس جواز، facts کو deny کیا جاتا ہے، امریکی sources کہتے ہیں کہ نہیں یہ ایک حقیقت ہے۔ میں آپ کو یاد دلاؤں گا کہ اس سے پہلے ایک dictator ایوب صاحب نے پشاور کے پاس America کو base دیا تھا جس کی وجہ سے Russia

نے پاکستان کو ایک threat دی تھی کہ ہم direct attack پشاور پر کر سکتے ہیں۔ مشرف صاحب نے 6 اڈے دیے لیکن بعد میں کہا گیا کہ اب وہ ہٹا لیے گئے ہیں، America ایک طرف افغانستان سے اپنی فوجوں کی واپسی کی باتیں کر رہا ہے اور پاکستان میں long period زمین کی lease لے رہا ہے، helicopters and aeroplanes پاکستان میں کس لیے آئیں گے، یہ base بنانے کا منصوبہ لگتا ہے تو ہم کہاں جا رہے ہیں۔ جناب والا! یہ بڑا serious مسئلہ ہے، اس لیے میں چاہوں گا کہ Foreign Minister and Defence Minister ایوان میں آئیں اور تمام حقائق بتائیں اور صحیح صحیح بات بتائیں اور ہمیں یہ بھی بتائیں کہ آخر کیا وجہ ہے کہ America کی طرف سے دعوے برابر کئے جا رہے ہیں اور آپ یا خاموش ہیں یا انکار کرتے ہیں۔ Drone حملوں کا معاملہ بھی یہی ہے کہ drone حملے برابر ہو رہے ہیں، بڑھ رہے ہیں، آپ ایک لفظی سی بات کہہ دیتے ہیں، اب تو وہ بھی نہیں کرتے جبکہ Parliament نے اپنی مشترکہ قرارداد میں یہ کہا ہے کہ یہ ہماری sovereignty پر حملہ ہے اور Government کو اسے روکنے کے لیے ہر ممکن step لینا چاہئیے لیکن ہم نہ صرف روک ہی نہیں رہے ہیں بلکہ ہم accomplice کر رہے ہیں تو یہ بڑا serious مسئلہ ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی حاصل بزنجو صاحب۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: میرا point of order ہے کہ میں نے آپ سے ایک request کی تھی، آپ نے کسی کو ذمہ داری دی تھی، اگر آپ کو یاد ہو تو میں نے کہا تھا کہ پسنی fish harbour...

جناب چیئرمین: مجھے یاد ہے، اس کا کیا ہوا تھا۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: اس میں کچھ بھی نہیں ہوا، اس کو کسی نے follow نہیں کیا۔

جناب چیئرمین: بخاری صاحب! ان کے جو problems تھے، آپ نے کہا کہ مل بیٹھ کر ان کو solve کیا جائے گا۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب! میں نے point of order پر چیئرمین صاحب سے request کی تھی کہ پسنی fish harbour کئی سالوں سے بند ہے، اب اس پر کام نہیں ہو رہا ہے

اور اس پر کیا کیا جا سکتا ہے، انہوں نے آپ کے حوالے کیا تھا، آپ نے اس پر کوئی follow up نہیں کیا تھا۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: I can arrange his meeting with the Minister concerned.

Load Shedding

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب! میرا دوسرا point of order ہے کہ اس وقت پورے بلوچستان میں جو load shedding کی صورت حال ہے، وہ اس طرح ہے کہ کہیں بھی کسی کو معلوم نہیں ہے کہ کب بجلی آتی ہے اور کب چلی جاتی ہے۔ جناب! اس وقت میرے اپنے علاقے میں مکمل ہڑتال ہے، 400 سے 500 زمیندار آج میرے گھر بیٹھے ہوئے ہیں، تین دنوں سے بجلی نہیں ہے، کسی کو پتا نہیں ہے کہ کیا صورت حال ہے؟ اب اس وقت یہ ہے کہ پیاز کی فصل تیار ہے، مرچ کی فصل تیار ہونے جا رہی ہے، گندم کٹنے جا رہی ہے، اب یہ تمام فصلیں اپنی peak پر ہیں اور گرمی شروع ہو چکی ہے۔ وہاں پر صورت حال یہ ہے کہ 18 سے 19 گھنٹے بجلی نہیں ہوتی، دو، تین گھنٹوں کے لیے بجلی آتی ہے، لوگ اپنے گھروں میں نہیں جا سکتے، وہ tube wells پر سوئے ہوئے ہیں کہ کب بجلی آئے اور وہ اس کو start کریں، مگر یہاں ہماری Ministry اپنے دھندوں میں لگی ہوئی ہے، اس کو کچھ پتا نہیں ہے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ میری اس پورے House سے درخواست ہے کہ اس وقت پورا بلوچستان بنجر ہو چکا ہے اور اب مئی، جون آ رہا ہے، اگر اس کا تدارک نہ کیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے تمام زمیندار ہیں، ان کا معاشی قتل ہو گا اور اس کی کھلی ذمہ داری Minister of Water and Power and Federal Government پر ہو گی۔ ان کی تمام چیزوں کی ذمہ داری ہم پر ہے، میرے گاؤں میں احتجاج ہو رہا ہے، لہذا میں احتجاجاً walk out کرتا ہوں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: ہم آپ کے ساتھ جائیں گے۔

جناب چیئرمین: جی مسز ریحانہ یحییٰ۔ آپ بیٹھ جائیے، point of order ہے، جی مسز ریحانہ یحییٰ۔

سینیٹر ریحانہ یحییٰ بلوچ: جناب! اس load shedding پر walk out ہو گیا ہے۔ جناب! ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

(اس موقع پر سینیٹر میر حاصل خان بزنجو کے ساتھ Opposition نے walk out کیا)

جناب چیئرمین: جی حاجی لشکری صاحب۔

سینیٹر نوبزادہ میر حاجی لشکری رئیسانی: جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا کہ یہاں زمیندار ایکشن کمیٹی کا وفد آیا تھا اور ہم نے راجہ پرویز اشرف صاحب سے مل کر اس مسئلے کو حل کروایا تھا۔ اب میر حاصل بزنجو صاحب اپنے نمبر بنانے کے لیے یہ کر رہے ہیں، پہلے 20 گھنٹے بجلی نہیں تھی، اب انہوں نے کھینچ تان کر 15 گھنٹے تک کر لیا ہے اور جونہی ڈیم میں پانی بڑھے گا تو اس issue کو بہتر بنایا جائے گا۔ ویسے یہ for the sake of newspaper کرنا چاہتے ہیں۔ میں یہ آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا۔

جناب چیئرمین: جی بادینی صاحب۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے ان کے ساتھ یکجہتی کا اعلان کرتا ہوں کہ یہ جو لوڈشیڈنگ کا معاملہ ہے تو ہمارے علاقے میں بھی یہی حال ہے۔ میرا point of order یہ ہے کہ خضدار میں دو آدمی مارے گئے، یہاں سے MNA's کی کمیٹی گئی، اس میں ایک منسٹر بھی تھا جو کہ ان کا چیئرمین تھا۔ ان کی آج تک کوئی رپورٹ اسمبلی میں یا یہاں نہیں آئی ہے کہ انہوں نے سروے کر کے کیا جواب لکھا ہے۔ پانچ چھ آدمی گئے تھے، لوگوں کو شک ہے کہ اس کی وجہ کیا ہے، جو رپورٹ دی گئی ہے اسے کم از کم ہاؤس میں آنا چاہیے۔ منسٹر صاحب تو ویسے ہی نہیں ہیں لہذا آپ اپنے توسط سے مہربانی کر کے انہیں کہیں کہ وہ رپورٹ یہاں lay کریں تا کہ لوگوں کے ذہن میں جو خدشات ہیں وہ دور ہوں۔ یہ case ہائیکورٹ میں بھی گیا ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین! اس سے پہلے بھی حاجی لشکری رئیسانی صاحب اس point کو raise کر چکے ہیں اور اسی پر انہوں نے walkout بھی کیا تھا۔ اس پر مذاکرات ہوئے ہیں۔ وہ جیسے کہہ رہے ہیں کہ 20 گھنٹے کی لوڈشیڈنگ کھینچ تان کر 15 تک آئی ہے۔ میرا خیال ہے ہمارے جن ساتھیوں نے protest کیا ہے، بےشک وہ بلوچستان کے favour میں ہے مگر ہمیں بات چیت کی ضرورت ہے کہ اس لوڈشیڈنگ کو مزید کیسے کم کیا جائے۔ ہمارا walkout اس پر بنتا ہے کہ اگر 20 سے 15 ہوا ہے تو 15 سے 10 ہو۔ زمیندار متاثر ہو رہے ہیں، ان کی فصلیں خشک ہو گئی ہیں اور ان کا دانہ

پانی انہیں فصلوں پر ہے، حاجی صاحب پہلے اس کو point out کر چکے ہیں۔ لہذا ہمیں راجہ پرویز اشرف صاحب سے بات چیت کرنی چاہیے کہ جتنا بھی ہوسکے، بلوچستان کے وہ areas جہاں کھیتی باڑی ہوتی ہے، وہاں پر کم سے کم لوڈشیڈنگ کی جائے۔ ہم نے لوگوں کو relief دینا ہے تکلیف نہیں دینی۔ بہت شکریہ جناب۔ ہمارے لوگ آگئے ہیں۔

(اس موقع پر اپوزیشن اراکین ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب چیئرمین: جی پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! ہم لوگ ہاؤس میں واپس آگئے ہیں لیکن ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اگلے دن جب سینیٹ meet کرے گا تو وزیر صاحب تشریف لائیں، پوری صورتحال کو explain کریں اور جو اعتراضات ہم نے اٹھائے ہیں ان کا جواب دیں۔

جناب چیئرمین: جی شاہ صاحب۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: The Opposition have walked out and they have come back to the House on my request. Certainly I assure them that we will ask the Minister for Water and Power to come to the House in the next Session.

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے Monday سے تو bill آجائے گا۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: ابھی میں پتا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: Monday, Tuesday جس دن available ہوں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: If he is available in the National Assembly and we will ask him to come over here.

Mr. Chairman: That's very good. Mandokhail sahib, point of order please go ahead.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! ہمارا مسئلہ اسلام آباد Sector I-9/4, Cat.V, Block No. 31 to 38 سے متعلق ہے۔ یہاں پر بالکل پانی نہیں آرہا، بہت مشکل درپیش

ہے۔ یہاں پر 30مارچ کو request کی گئی تھی اور اس کے بعد دن میں ایک ٹینکر بھیجا جاتا تھا، اتنا بڑا area ہے اس کے لیے ایک ٹینکر ناکافی تھا لیکن اب وہ بھی بند ہے۔ ہماری request ہے کہ یہاں پر پانی کا انتظام کیا جائے اور مستقل سپلائی جاری رہے۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب آرہے ہیں۔ جی انور سیف اللہ صاحب۔ Sorry سلیم سیف اللہ صاحب، آپ کے بھائی یاد آگئے۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: آپ کو اپنی پارٹی والا یاد آگیا۔ جناب چیئرمین! میرے خیال میں جو باقی مسائل raise ہوئے یہ یقیناً اہم تھے لیکن حکومت وقت کے Leader of the House بخاری صاحب سے میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ ذرا میری بات سنیں۔ بات یہ ہے کہ پچھلے دس دنوں سے میرے صوبے کے ایک بہت بڑے حصے میں احتجاج جاری ہے، وہاں پر سڑکیں بند ہیں، سکول بند ہیں، دکانیں بند ہیں، کاروبار بند ہے، وہاں ایک احتجاج ہو رہا ہے جو کہ لوگوں کا جمہوری حق ہے لیکن وفاقی حکومت میں سے کسی نے گوارا نہیں کیا کہ وہاں جا کر وہاں کے لوگوں کو تسلی دیں، ان سے بات چیت کریں ۔ صوبائی حکومت مختلف اضلاع میں جشن منا رہی ہے اور ہزارہ پر توجہ نہیں دی رہی ہے جہاں پر آج بھی احتجاج ہے، آج بھی shutter down ہے اور آج بھی ہڑتال ہے۔ حکومت وقت کی اس غفلت کی وجہ سے میرے صوبے کے ایک حسین ترین علاقے میں انتشار ہے، وہاں لوگ سڑکوں پر نکل آئے ہوئے ہیں لیکن کوئی بھی دلچسپی نہیں لے رہا ہے۔ میں اس پر احتجاجاً اس ہاؤس سے walkout کرتا ہوں۔

(اس موقع پر مسلم لیگ (ق) کے اراکین ہاؤس سے walkout کر گئے)

جناب چیئرمین: جی فوزیہ صاحبہ۔

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان: جناب چیئرمین! میں بھی یہی کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارا علاقہ ساری عمر احساس محرومی میں مبتلا رہا ہے۔ آپ آ کر دیکھیں، زلزلے نے ان کی عزت رکھ لی ہے کیونکہ ہم تو پہلے ہی زلزلہ زدگان تھے اور ابھی بھی کوئی فرق نہیں پڑا ہے، زلزلہ زدگان کے لیے جو بھی پیسے آئے وہ provincially درانی صاحب کو دے دیئے گئے اور وہ ہڑپ ہو چکے ہیں۔ میں نے بھی walkout کرنا ہے لیکن میں جاتے جاتے بخاری صاحب سے ایک سوال کر لوں کہ میں نے swine flu کے بارے میں پوچھا تھا، اس کی پیش رفت ہوئی کہ نہیں؟

جناب چیئرمین: جی بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: Honourable Senator صاحبہ نے اگلے دن یہ issue raise کیا تھا کہ swine flu کی vaccine available ہے کہ نہیں تو I got the information that 500 doses China سے فروری میں آچکی ہیں اور similarly 3 million doses from U.S. government through WHO پاکستان میں آ گئی ہیں and the U.S. administration has committed for 15 million doses وہ عنقریب آجائیں گی۔ At the moment the vaccine of swine flu is available in the country.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب والا! یہ جو ہمارے علاقے گوادر، تربت اور پنجگور میں لوڈشیڈنگ کی گئی، ایران سے 5 mega watt بجلی کا معاہدہ ہوا تھا۔ پچھلے اجلاس میں، میں نے اور ڈاکٹر عبدالمالک نے یہ مسئلہ اٹھایا تھا اور منسٹر صاحب نے یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم ایرانی حکومت سے بات چیت کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نیا معاہدہ نہیں ہے، اگر اس کو اسی معاہدے کے تحت حل کیا جائے، اس میں مجھے اور ڈاکٹر مالک صاحب کو شامل کر کے واپڈا کا ایک وفد ایران بھیجا جائے۔ وہاں لوگ بہت پریشان ہیں، پندرہ پندرہ گھنٹے لوڈشیڈنگ ہوتی ہے۔ منسٹر صاحب اس حوالے سے بھی ہمیں یقین دہانی کرائے، وہاں لوگ بہت احتجاج کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں بہت ہی دل سوزی کے ساتھ اپنے ساتھیوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سینیٹر سلیم سیف اللہ صاحب نے جو issue اٹھایا ہے، جہاں تک صوبے کے نام کا تعلق ہے تو ہم نے بہت غور و خوض کے بعد مشاورت سے خیبر پختونخواہ نام قبول کیا ہے اور ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اس میں برکت ہو، لیکن وہاں جو فضا پیدا ہو رہی ہے، ایک طرف خوشیاں منائی جا رہی ہیں اور ایک طرف احتجاج ہو رہا ہے، یہ بڑی پریشان کن صورت حال ہے اور ہم سب کو اس کا نوٹس لینا چاہیے صوبائی حکومت کو بھی، مرکزی حکومت کو بھی اور تمام پارٹیوں کو اس طرف توجہ دینی چاہیے۔ ہم نے واک آوٹ میں ان کا ساتھ نہیں دیا لیکن یہ بہت اہم مسئلہ ہے اور چونکہ انہوں نے مسئلہ نام کا نہیں

اٹھایا ہے بلکہ نام کی وجہ سے جو صورتحال پیدا ہوئی ہے اس سے properly deal نہ کرنے کا اٹھایا ہے تو اس لئے یہ issue بڑا اہم ہے اور اس کے لئے میں اپنے ANP کے ساتھیوں سے بھی کہوں گا اور حکومت وقت سے بھی کہ آپ کو اس مسئلے کو seriously لینا چاہیے اور وہاں جو کچھ ہو رہا ہے اگر مزید بڑھتا ہے تو اس سے جو ہم حاصل کرنا چاہ رہے ہیں وہ متاثر ہو سکتا ہے۔شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی خٹک صاحب۔

سینیٹر افراسیاب خٹک: شکریہ جناب چیئرمین! میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ ابھی میرے فاضل دوستوں نے جو مسئلہ اٹھایا ہے تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمیں پوری طرح اس مسئلے کے بارے میں احساس ہے اور ہم پوری کوشش کر رہے ہیں ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس احتجاج کے دوران کوئی گرفتاری نہیں ہوئی باوجود اس کے کہ بعض جگہوں پر تشدد کے واقعات بھی ہوئے ہیں لیکن حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ لوگوں کو جمہوری طور پر اپنے احساسات کے اظہار کا حق ہے اور میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ہزارہ کا تعلق ہے یہ ہمارے صوبے کا ایک بہت ہی important Division ہے اور اس کی ایک بڑی تاریخ ہے ۔ اس نے پاکستان کے قیام میں ہی نہیں بلکہ پاکستان کے بعد جمہوریت کے قیام میں بھی بہت اہم کردار ادا کیا ہے ۔ اسی وجہ سے آپ نے دیکھا کہ کئی دفعہ ہمارے صوبے میں اکثر وزیراعلیٰ ہزارہ سے ہی رہے ہیں اور آئندہ بھی انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا اور ہزارہ کے بارے میں ، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نام کی تبدیلی کے بعد ہم عملاً یہ دکھا دیں گے کہ وہاں پر زبان کے نام پر کوئی تفریق ہوگی اور نہ علاقائی طور پر کوئی تفریق ہوگی۔ انشاء اللہ ہم مل کر اپنے صوبے کو بھی مضبوط کریں گے اور پاکستان کو مضبوط کریں گے اور ہزارہ کے عوام کے لئے انشاء اللہ جو کمی ماضی میں رہ گئی تھی اور جس طرح سے اس کو پسماندہ رکھا گیا تھا اس کی ہم تلافی کریں گے ،وہاں پر ترجیحی بنیادوں پر ترقیاتی کام ہوں گے۔ ہندکو زبان جو وہاں کی زبان ہے وہ ہماری زبان ہے اور اس دھرتی کی زبان ہے انشاء اللہ ہم اس کی اسی طرح خدمت کریں گے جس طرح پاکستان کی دوسری زبانوں کی خدمت کریں گے ۔ اس سلسلے میں ، میں ان کو پوری طرح سے یقین دلاتا ہوں کہ صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت کوئی کوتاہی نہیں کرے گی۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ ریحانہ یحییٰ صاحبہ۔آپ نے بات کرلی ہے ۔ مندوخیل صاحب! اچھا آپ بات کرلیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں افراسیاب خان خٹک کی اس بات کی مکمل تائید کرتا ہوں اور خیبر پختونخواہ نام کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا یہ تو ہمارا تاریخی نام ہے۔ ہم ان سب لوگوں سے request کریں گے جن کو اس کے بارے میں کوئی خدشات ہیں کہ عوامی نیشنل پارٹی جو وہاں اقتدار میں ہے اور پیپلز پارٹی بھی ہے وہ ان کے تمام خدشات دور کردیں گی۔ ہماری درخواست ہے کہ اس مسئلے میں خیبر پختونخواہ کی حمایت کی جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: ریحانہ یحیٰی صاحبہ۔ بس جی اس پر بات ہو گئی ہے۔ مائیک کھول دیں۔ جی ریحانہ یحییٰ صاحبہ۔

Senator Mrs. Rehana Yahya Baloch: Sir, through some reliable sources I came to know that about two or three days back around Quetta those Talibs, I mean Student Talibs not Taliban, were going around and telling women of that area not to leave their houses unaccompanied, a male member of the house should accompany them otherwise they will face the consequences of what happened with the women of Swat. So, sir, I wanted to bring this in your knowledge and through you to the Minister for Interior

اگر آپ ان کے knowledge میں لائیں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ اس point کو رحمٰن ملک صاحب کے لئے note کرلیں۔ جی زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا، یہ معاملہ پہلے وہاں پر سوات میں شروع ہوا تھا جس طریقے سے انہوں نے ذکر کیا اور پھر اس انتہا تک بات گئی کہ وہاں پر ہمیں آپریشن بھی کرنا پڑا اور وہاں پر ہمارا بڑا نقصان بھی ہوا۔ وہاں پر لوگوں کو ذبح کیا گیا اور نفرتیں پھیل گئیں۔ بلوچستان میں جس طرح میری بہن نے بات کی یہ وقت ہے کہ اس کو کنٹرول کرنا چاہیے۔ مرکزی حکومت بھی اس میں مداخلت کرے اور صوبائی حکومت بھی اس معاملے کو حل کرے۔ ہماری ایجنسیاں وہاں کیا کر رہی ہیں؟ یہ ساری خرابیاں

وہاں اس لئے پیدا ہوتی ہیں کہ ایجنسیاں صحیح وقت پر رپورٹ نہیں کرتیں ۔اگر ابتداء ہی میں action لے لیں تو ایسی نوبت نہ آئے جس طرح ملاکنڈ ڈویژن میں ہوا یا ہمارے قبائلی علاقوں میں ہوا ، یا پنجاب میں ہوا۔ تو ان چیزوں کو پہلے سے ہی کنٹرول کیا جائے تو بہت بہتر ہے۔ہم اس معاملے پر اپنی بہن کی حمایت کرتے ہیں کہ اس معاملے کو جلدی حل کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی ریحانہ یحییٰ صاحبہ۔

Senator Mrs. Rehana Yahya Baloch: Sir, I want to add some words that they are threatening School girls also. So, the same thing which happened over here is now starting over there.

جناب چیئرمین: شاہ صاحب۔ اس point کو note کرلیں۔ جی طلحہ محمود صاحب۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں اپنا موقف ریکارڈ کرانا چاہتا ہوں کہ جو خیبر پختونخواہ صوبے کا نام رکھا گیا ہے اس حوالے سے پورے ہزارہ میں اس وقت ہڑتال چل رہی ہے، shutters down ہیں ، لوگ سڑکوں پر نکلے ہوئے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ نام رکھنے سے وہاں پر ایک علیحدگی والی صورتحال پیدا ہوتی مجھے نظر آرہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ملک کو جوڑنا ہے اور صرف ناموں سے ایسے معاملات کو create نہیں کرنا کہ جس سے کوئی علیحدگی کی بو آتی ہو۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ہمیں re-consideration کرنے کی ضرورت ہے ۔ ہمیں ایسا نام تجویز کرنا چاہیے تھا جو ہر ایک کے لئے قابل قبول ہوتا اور اس سے ایسی کوئی بو نہ آتی جس سے علیحدگی کی صورتحال پیدا ہوتی۔ ایک ہفتے سے پورا ہزارہ ڈویژن اس وقت سڑکوں پر ہے اور احتجاج ہو رہا ہے اور آج جو چیز میں دیکھ رہا ہوں مجھے لگ رہا ہے کہ یہ ایک نئی طرف سلسلہ چل پڑا ہے ۔ ایک نئے صوبے کی آواز آرہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ ایک اچھا عمل نہیں ہے اس عمل کو روکنے کی ضرورت ہے ۔ اس حکومت نے بہت اچھے کام کئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ایسا کام کرنا چاہیے جس سے ہم سب جڑیں اور ہم ترقی کے حوالے سے بات کریں ، ترقی کے حوالے سے کام کریں نہ کہ ایسا کام کریں کہ جس سے علیحدگی کی بو آئے اور وہاں سے کچھ تحریکیں جنم لیں جو کل ہمارے ملک کے لئے نقصان دہ ثابت ہوں۔

Mr. Chairman: Thank you very much. The House stands adjourned to meet again on Monday the 12th April, 2010 at 5.00 pm.

––––––––––––––––––

[The House was then adjourned to meet again on Monday the 12th April, 2010 at 5.00 pm.]

––––––––––––––––––